پاکستان کے آئین کو اسلام کہنے والے ذرا جواب دیں

کیا ہمارا آئین اسلامی ہے؟

وَقَالَ تَعَالیٰ: اَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ و مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُکْماً لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَO

پاکستان کا آئین انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین کا محافظ ہے اور ایسے ہی ان کے بنائے ہوئے نظام کا محافظ ہے جو آئین انگریزوں کے بنائے ہوئے کفریہ قوانین کا محافظ ہو وہ اسلامی کیسے ہوسکتا ہے ایسے ہی جو انگریزوں کے بنائے ہوئے نظام یعنی جمہوریت اس کا محافظ ہو وہ آئین اسلامی کیسے ہوسکتا ہے۔

شریعت کا اہم اصول:

فقہ کا ایک اہم اصول ہے کہ جو چیز نصوص قطعہ سے ثابت ہو اس پر عمل نہ کرنا گناہ ہے اور فسق ہے لیکن اس حکم کو نا ماننا کفر ہے ایسے ہی شرعی حکم کی جگہ کسی دوسرے حکم پر فیصلہ کرنا گناہ ہے لیکن شرعی حکم کی جگہ کسی دوسرے حکم کو جائز سمجھنا یا اس کا قانون بنانا کفر ہے۔

۱۔ نماز نہ پڑھنا گناہ ہے لیکن نماز نہ پڑھنے کو جائز سمجھنا یا نماز کی جگہ کسی اور چیز کو لاکر اس کا قانون بنانا کفر ہے۔

۲۔ زکوۃ نہ دینا گناہ ہے لیکن زکوۃ نہ دینے کو جائز سمجھنا یا زکوۃ کی جگہ کسی اور چیز کو لاکر اس کا قانون بنانا کفر ہے۔

۳۔ حج نہ کرنا گناہ ہے اور حج نہ کرنے کو جائز سمجھنا یا حج کی جگہ کسی اور حکم کو لا کر اس کو قانون بنا دینا کفر ہے۔

۴۔ زندگی کے مختلف معاملات میں اللہ تبارک وتعالی کے حکموں پر فیصلہ نہ کرنا گناہ ہے لیکن اللہ تبارک وتعالی کے حکموں کو چھوڑ کر اس کی جگہ انسانوں کے بنائے ہوئے حکموں کو قانون کا درجہ دینا کفر ہے۔

۵۔ شریعت کے بنائے ہوئے نظام زندگی کو نہ اپنانا گناہ ہے لیکن شریعت کے بنائے ہوئے نظام زندگی کو چھوڑ کر اس کی جگہ غیروں کے نظام کو بطور قانون لاگو کرنا کفر ہے۔

۶۔ جہاد نہ کرنا گناہ عظیم ہے لیکن جہاد نہ کرنے کو جائز سمجھنا یا جہاد کے بجائے کسی اور چیز کو جہاد کا درجہ دے کر اس کو قانون بنانا کفر ہے۔

پاکستان کے آئین میں چند اہم اور بنیادی غیر شرعی اصول:

۱۔ اصولی طور پر قرآن وسنت کو آئین ہونا چاہیے اس لئے کہ قرآن وسنت ہی میں زندگی کے کروڑوں مسائل کی رہنمائی موجود ہے جبکہ آئین میں قرآن وسنت کے مقابلے میں زندگی کے امور نہ ہونے کے برابر ہیں اور یہ کہا جانا کہ آئین تو قرآن و سنت کے سپریم لاء ہونے کی بات کرتا ہے۔ یہ صرف دھوکہ اور فریب ہے۔

۲۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں آئین اس لئے بنایا گیا ہے تاکہ کچھ انتظامی معاملات کی ترتیب معلوم ہو سکے۔ اگر اس مقصد کے لئے آئین بنانا ہے تو اس کو قرآن وسنت کے ماتحت ہونا چاہیے نہ کہ قرآن وسنت سے اوپر جیسے کہ پاکستان کا آئین

ہے۔

۳۔ قرآن وسنت کے اندر بڑی اہمیت کے ساتھ عقائد کو اچھی صفات کو، بری صفات اور عبادات کو بیان کیا گیا ہے اور شریعت مطہرہ یہ زور دیتی ہے کہ حکمراں اور رعایا سارے کے سارے قرآن وسنت کے مطابق عقائد اختیار کریں کوئی بھی انسان چاہے چھوٹا ہو یا بڑا شرک نہیں کرسکتا، کفر نہیں کرسکتا اور ایسی تمام چیزوں سے بچے گا جو قرآن وسنت میں دیئے گئے عقائد کے خلاف ہو اور اگر وہ ایسا کام کرے گا تو قانون کی زد میں آئے گا۔ جبکہ آئین اور قانون اس سے خاموش ہیں۔ پاکستان میں کوئی بھی جیسے چاہے عقائد رکھے اور لوگوں کے عقائد خراب کرے، قبروں پر سجدے ہوں یا میڈیا میں آکر غیر شرعی باتیں کرے اور قرآن وسنت کے عقائد کے خلاف بولے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے چونکہ آئین اور قانون اس سے خاموش ہے۔ اسی طرح شریعت مطہرہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل دیتی ہے جس میں حکمراں، رعایا اور تمام کے تمام اچھی صفات مثلاً تقوی، زہد، توکل، شجاعت، جہاد، سے متصف ہوں تاکہ سارے کے سارے لوگ ایک دوسرے کے معاون اور غمخوار بنیں اور ایسے ہی شریعت مطہرہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتی ہے جس میں تمام لوگ بری صفات سے پاک ہوں جبکہ ہمارا آئین اور قانون اس سے خاموش ہے۔ اب اس معاشرے میں کوئی والدین کا احترام کرے نہ کرے اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کوئی بچوں کی صحیح تربیت کرے نہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کوئی کسی کو گالیاں دے، تمسخر کرے، اس کی ہوٹنگ کرے، اسے برے القاب دے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، حکمرانوں اور رعایا کی زندگیوں میں اسراف ہو، لوگوں

میں بخل ہو تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ چونکہ ان تمام چیزوں سے آئین اور قانون خاموش ہے۔ اسی طرح اسلام ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود بھوکے ہوتے تھے دوسروں کو کھلاتے تھے، جبکہ ہمارے آئین اور قانون میں یہ اچھی باتیں پیدا کرنے کے لئے کوئی نظام (میکینیزم) نہیں ہے۔

آج ہر ایک یہ چاہتا ہے میں سب کا حصہ لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ گھر بناؤں، فیکٹریاں بناؤں، جائداد بناؤں۔ چاہے دوسرے بھوکے مر جائیں۔

اسی لئے شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ جو بھی مردہ زمین کو زندہ کرلے وہ زمین اسی کی ہے تاکہ غریبوں کو زمینیں مل سکیں جبکہ ہمارا آئین اور قانون اس بارے میں بالکل خاموش ہے۔ شریعت مطہرہ میں اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو نماز قائم کرائے، زکوۃ کا نظام بنائے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ قائم کرے۔ جبکہ ہمارا آئین اور قانون اس سے خاموش ہے اور جس قرآن وسنہ کو سپریم لاء بنانے کی بات کی گئی ہے وہ صرف اور صرف دھوکہ اور فریب ہے۔ اسی لئے آج تک کوئی نظام (میکینیزم) قرآن وسنت کے نفاذ کا نہیں بنایا گیا کہ وہ لاگو کس طرح ہو گا۔ اگر حکمراں لاگو نہیں کریں گے تو حکمران آئین شکن ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔ آج تک چالیس سال گذرنے کے باوجود یہ وضاحت تک موجود نہیں ہے۔ پھر شریعت مطہرہ حدود اور قصاص کا نفاذ کر کے معاشرے میں امن وامان قائم کرتی ہے جبکہ آئین اور قانون اس سے خاموش ہیں۔ اگر کسی مقام پر قوانین میں حدود کی پیوند کاری کی گئی تو وہ بھی اس طرح دھوکے اور فریب سے کی گئی کہ وہ قابل عمل نہ ہوں۔ اسی لئے 65 سال گذرنے کے باوجود کسی پر حدود نافذ نہ ہوسکیں۔

۴۔ شریعت مطہرہ ایسا معاشرہ تشکیل دیتی ہے جس میں بے حیائی، فحاشی، عریانی، زنااور بدکاری نہ ہواوران کے اسباب وعلل کوبھی ختم کرتی ہےلیکن ہمارے آئین اور قانون میں اس کے لئے کوئی خاص نظام (میکینیزم) نہیں ہےاور جہاں کہیں کچھ عبارتیں ہیں تو وہ انتہائی مبہم ہیں کہ ان عبارتوں کے ذریعے کسی بے حیائی اورفحاشی کی چیز کوقانون کی زدمیں لانامشکل ہے۔اسی لئے بہت ساری بے حیائی اور فحاشی کی چیزوں پرعدالتوں میں کیس ہوتے ہیں لیکن جوقوانین اس پرموجود ہیں وہ انتہائی مبہم ہیں کہ ان کے ذریعے سے ان برے کام کرنے والوں کوپکڑانہیں جاسکتا۔

۵۔ شریعت مطہرہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتی ہے جس میں سارے کے سارے قرآن وسنت کے پابند ہوں۔قرآن وسنت کو جانتے ہوں،حکمرانوں اور افسران کے لئے قرآن وسنت کے جاننے کو لازمی قرار دیتی ہےاوراچھی صفات کو اپنانے اور بری صفات سے بچنے کاحکم کرتی ہےاوراسی پران کی ترقی یاعدم ترقی کا معیارہوتاہے۔جبکہ ہمارے آئین اورقانون میں اس کا کوئی نظام (میکینیزم) نہیں۔

٦۔ آئین میں لکھا گیاہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہوگی لیکن اس کےفوراً نیچےلکھا گیا کہ طاقت عوام کی ہوگی اور نظام جمہوری ہوگا۔تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حاکمیت صرف ایک اعزازی عہدہ ہےاسی لئے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کوایوانوں، بازاروں، عدالتوں،میڈیااورزندگی کے ہرشعبے میں ٹوٹتے ہیں لیکن کوئی اس چیز کوآئین شکنی نہیں کہتا۔نہ کوئی اس پرآوازاٹھاتاہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہوئی اس لئے کہ یہ تو نعوذ باللہ ایک اعزازی عہدہ ہے۔ہاں ہمارے حکمراں اگر رٹ لگاتے ہیں تو عوام عوام کی رٹ لگاتے ہیں۔ان کی زبانوں پراللہ تعالیٰ کا ذکراور

قرآن وسنت کا ذکر کم اور عوام کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ یہ جمہوریت اصل میں اسلام نہیں ہے بلکہ کفر ہے۔

۷۔ بہت سارے علماء کے فتاوی موجود ہیں کہ جمہوریت کفر ہے اور آئین اپنے ابتدائی صفحات میں یہ کہتا ہے کہ پاکستان کا نظام جمہوری ہوگا۔ اگر جمہوریت کفر ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ پاکستان کا نظام کفریہ ہوگا۔ اگر آئین کفریہ نظام کو قانون کا درجہ دیتا ہے تو کفریہ چیز کو قانون کا درجہ دینا کفر ہے۔

۸۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ حکمراں ہوں یا رعایا سب کے سب قرآن وسنت کے پابند ہوں گے اور قرآن وسنہ کی خلاف ورزی کرنے پر شرعی عدالت ان کا مؤاخذہ کر سکتی ہے اور ان کو عدالت میں پیش ہونا پڑے گا چاہے وہ انتظامی امور کی انجام دہی میں ہو۔ (تفصیل کتاب کے آخر میں موجود ہے)

جبکہ آئین یہ کہتا ہے کہ صدر، وزیراعظم، گورنر، قومی اسمبلی کے وزراء، صوبائی وزراء سب کو استثنٰی حاصل ہوگا۔ اسی لئے 65 سالوں میں کتنے بڑے بڑے جرائم ان لوگوں نے کئے لیکن کسی کو بھی عدالتیں سزا نہ دے سکیں۔

شریعت سے یہ متصادم بات اگر صرف عمل کی حد تک ہو تو یہ گناہ ہے لیکن جب شریعت سے متصادم اس بات کو قانون کا درجہ آئین نے دیا تو یہ کفر ہوا اور یہ کفر آئین نے کیا اور جو آئین کفر کرے وہ اسلامی نہیں ہوسکتا۔

۹۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ قصاص اور دیگر جرائم معاف کرنے کا حق حکمران کو نہیں ہے اور وہ عدالت کے فیصلوں کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ (تفصیل کتاب کے آخر میں آرہی ہے)

جبکہ آئین یہ کہتا ہے کہ صدر عدالتی فیصلوں کو تبدیل کر سکتا ہے اور قصاص کو معاف کر سکتا ہے۔ شریعت سے یہ متصادم بات پر اگر صرف عمل کی حد تک ہو قانون نہ ہو تو یہ گناہ ہے لیکن شریعت سے متصادم اس بات کو قانون کا درجہ دینا کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے۔

یہ ذہن میں رہے کہ کسی کتاب میں ایک کفریہ بات بھی ہو گی تو وہ کتاب اسلامی نہیں ہو سکتی۔

۱۰۔ شریعت مطہرہ سود کو حرام قرار دیتی ہے اور سود کے لین دین کو اللہ تبارک و تعالٰی اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ قرار دیتی ہے۔ اگر سودی معاملات ملک میں کئے جائیں اور بینک سودی معاملات پر چلیں تو بذات خود یہ ایک عظیم گناہ ہے لیکن جب ان چیزوں کو قانون کا درجہ دے دیا جائے تو یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے اور یہ کہنا کہ آئین میں لکھا ہے کہ اس کو ختم کیا جائے گا یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ جب تک ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ بطور قانون لاگو رہے گا۔

۱۱۔ شریعت مطہرہ میں امیر کے لئے مرد ہونے کی شرط لگائی گئی ہے لیکن ہمارے آئین نے مرد ہونے کی شرط ختم کر کے اسلام سے متصادم بات کو قانون کا درجہ دیا ہے جو ایک بہت بڑا جرم ہے جو آئین کرتا ہے۔ شریعت مطہرہ قاضی کے لئے مسلمان ہونے کی شرط لگاتی ہے جبکہ آئین مسلمان ہونے کی شرط عائد نہیں کرتا جو اسلام سے متصادم قانون کو ایک قانون کا درجہ دیتا ہے۔ جو ایک بہت بڑا جرم ہے۔

شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ عورت قاضی نہیں بن سکتی جبکہ پاکستان کا آئین یہ کہتا ہے کہ عورت جج بن سکتی ہے اور اس وقت ہائی کورٹ میں بھی عورت بطور جج

موجود ہے جو کہ شریعت مطہرہ سے متصادم قانون ہے اور اس قانون کو آئین ہی تحفظ دیتا ہے۔

۱۲۔ پاکستان میں پہلے تو ساری عدالتیں انگریزی قوانین کے مطابق فیصلے کر رہی ہیں پھر اگر شرعی عدالت قائم کی گئی تو شرعی عدالت کو انگریزی عدالت سپریم کورٹ کا پابند بنایا گیا اور اس کے فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج ایبل بنایا گیا۔ اگر یہ خالی عمل کی حد تک ہوتا تو گناہ تھا لیکن شرعی عدالت کو بطور قانون انگریزی عدالت کا پابند بنانا یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے۔

۱۳۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ شوریٰ میں جو ممبران ہوں گے وہ قرآن وسنہ کے ماہر ہوں گے اور ان میں 60 شرعی صفات کو مدنظر رکھ کر ان کا انتخاب کیا جائے گا۔ جن کی تفصیل کتاب کے آخر میں ہے۔ جبکہ قانون اور آئین ان 60 صفات سے خاموش ہے۔ یہ ایک عظیم جرم ہے۔

شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ افسران کی تقرری کے وقت 70 چیزوں کو مدنظر رکھا جائے گا لیکن پاکستان کا آئین اور قانون ان شرعی صفات سے مجرمانہ پہلو تہی کرتا ہے۔ اسی وجہ سے افسران کرپٹ قسم کے مقرر ہو جاتے ہیں۔ جو ملک کی ہر چیز کو تباہی کے دھانے پر پہنچا دیتے ہیں۔

۱۴۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ شوریٰ میں مشورے کے بعد امیر کو جس بات کی طرف شرح صدر ہو گا چاہے اس بات کی طرف کثرت رائے ہو یا نہ ہو یا کسی کی رائے نہ ہو، اس پر وہ فیصلہ کر سکتا ہے۔

جبکہ آئین یہ کہتا ہے کہ دو تہائی اکثریت سے فیصلے ہوں گے یہ اسلام سے

متصادم بات ہے اگر یہ اسلام سے متصادم بات صرف عمل کی حد تک ہوتو یہ ایک گناہ ہے لیکن جب اس کو قانون کا درجہ دیا جائے گا تو یہ کفر ہوگا۔

۱۵۔ شریعت مطہرہ عورتوں کو بہت سے حقوق دیتی ہے اور ان کو شہزادی اور ملکہ بنا کر گھروں میں رکھتی ہے جبکہ 1200 سال کی تمام اسلامی حکومتوں میں کہیں یہ تصور نہیں ملتا کہ عورتیں شوریٰ کے اندر بیٹھی ہوئی نظر آئیں جبکہ آئین عورتوں کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں نشست دیتا ہے اور پھر اس کے لئے بھی کوئی قانون نہیں ہے کہ وہ پردے کا اہتمام کریں گی یا نہ کریں گی۔ اگر نہ کریں گی تو آئین اور قانون اس کے خلاف کیا چارہ جوئی کرے گا۔

۱۶۔ شریعت مطہرہ انتخاب کے لئے ایک پاکیزہ ترتیب کو اختیار کرنے کا کہتی ہے کہ جو لوگ منتخب کئے جائیں گے وہ لوگ بھی نیک، صالح، متقی، پرہیز گار اور غیر متہم ہوں گے۔ جن لوگوں کو منتخب کیا جائے گا وہ بھی نیک، صالح، متقی اور پرہیز گار ہوں گے اور وہ اپنا نام کسی عہدے کے لئے خود پیش نہ کریں گے۔ جبکہ ملک کا آئین اور قانون برطانیہ کے بنائے ہوئے آئین اور قانون کی روشنی میں ایک ایسا گندہ طریقہ انتخاب وضع کرتا ہے جس سے ہمیشہ ملک کے جاگیردار، وڈیرے ہی پیسوں اور طاقت کے بل بوتے پر ایوانوں میں آتے ہیں۔ جبکہ نیک، صالح، متقی، پرہیز گار قرآن وسنت کے ماہرین کا ایوانوں میں آنا ایک انتہائی مشکل بات بن کر رہ گئی ہے۔

۱۷۔ شریعت مطہرہ قاضیوں کے لئے بہت ساری صفات کو مدنظر رکھ کر تقرری کا حکم کرتی ہے جبکہ ہمارے ہاں آئین اور قانون میں اس کے لئے کوئی خاص نظام (میکینیزم) نظر نہیں آتا۔ اسی طرح شریعت مطہرہ عدالتی نظام کے ہر شعبے کے لئے

قرآن وسنت کی روشنی میں بہترین رہنما اصول وضع کرتی ہے۔قرآن وسنت کی آیات اوراحادیث اس سے بھری ہوئی ہیں۔ان بہترین رہنما اصولوں پر اگر عدالتی نظام کو چلایا جائے تو فیصلے جلد اور انصاف پر مبنی ہوتے ہیں جبکہ ہمارا آئین اور قانون ان رہنما اصولوں سے خالی ہے صرف چند سطحی باتیں کی گئی ہیں جو کہ انگریزوں کے قوانین سے لی گئی ہیں جو انتہائی مبہم ہیں جس سے نہ فیصلہ کرنے والا اللہ سے ڈرتا ہے اور نہ گواہی دینے والا اللہ سے ڈرتا ہے، نہ مقدمہ درج کرنے والا اللہ سے ڈرتا ہے، نہ کوئی ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے جج وغیرہ سارے کے سارے قرآن وسنت کے پابند ہو سکیں۔

شریعت مطہرہ قاضیوں کے لئے قرآن وسنہ، فقہ، اصول فقہ، قواعد الفقہ کے جاننے کو لازمی قرار دیتی ہے جبکہ آئین اور قانون ان کو انگریزی قوانین کے اصول و ضوابط تو بتاتا ہے لیکن قرآن وسنت کے قوانین نہیں بتاتا جس کی وجہ سے آج عدالتوں میں فیصلے نہیں ہو پا رہے اور قوم ان عدالتوں سے مایوس ہو چکی ہے۔

۱۸۔ شریعت مطہرہ اسلامی عدالت اور نظام عدالت کے لئے قرآن وسنت کی روشنی میں بہت سارے ایسے بہترین اصول وضع کرتی ہے جن کے ہوتے ہوئے ہر آدمی صحیح رخ پر چلتا ہے اور انصاف مل پاتا ہے اور ظلم کرنے سے ہر انسان بچتا ہے۔

جبکہ ملک کا موجودہ آئین اور قانون میں چند سطحی باتوں کے علاوہ کچھ موجود نہیں اور اگر ان باتوں پر بھی عمل نہ ہو تو کوئی میکینیزم نہیں ہے کہ کسی سے کوئی بعض پرس ہو سکے۔ ملک میں لوگ قحط سے مر جائیں، لوگوں کو عدالتوں میں انصاف نہ ملنے پر عورتیں خودسوزیاں کریں۔مقدمات درج کرانے کے لئے بڑی بڑی سفارشیں کرانی

پڑیں۔عدالتوں میں انصاف لینے کے لئے لاکھوں روپے خرچ کرنے پڑیں اور زندگی کی کئی بہاریں عدالتوں کی نظر کرنی پڑیں۔ان تمام پریشانیوں کا آئین اور قانون میں کوئی حل نہیں تو ایسے مایوس کن آئین کو کیسے اسلامی کہہ دیا جائے۔

۱۹۔ شریعت مطہرہ قرآن وسنت کی روشنی میں عدالتی نظام کو اتنا آسان بناتی ہے کہ ہر انسان خود بھی اپنا مقدمہ لڑ سکتا ہے۔قرآن وسنت کا مطالعہ کر کے بحث کر سکتا ہے۔جبکہ موجودہ آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ شہادتیں انگریزی میں ہوں گی، فیصلے انگریزی میں ہوں گے جو کہ قوم کے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم ہے اور یہ ظلم پاکستان کا آئین اور قانون کرتا ہے۔ نیز یہ کہ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ ملک کے دور دراز علاقے میں بھی کوئی ظلم وزیادتی ہو تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا ازالہ کرے اور عدالتیں اس کا ازالہ کریں جبکہ ملک کا آئین اور قانون یہ نظام وضع کرتا ہے کہ عدالتوں میں انصاف لینے کے لئے لاکھوں روپے اور کئی سال عدالتوں کے چکر لگانے پڑیں۔

نیز یہ کہ شریعت مطہرہ تو ایک ایسا عدالتی نظام وضع کرتی ہے جس میں ایک غریب آدمی خود اپنا مقدمہ پیش کر سکتا ہو اسے وکیل کی کوئی ضرورت نہ ہو جبکہ ملک کا موجودہ آئین اور قانون ایک ایسا نظام وضع کرتا ہے جس میں جو جتنا مہنگا وکیل کرے گا اس کے لئے اتنے ہی مقدمے جیتنے کے مواقع ہوں گے اس لئے اس وقت عدالتوں میں مقدمہ جیتنے کے لئے بڑے سے بڑے مہنگے وکیل کرنے کی فکر کی جاتی ہے جو اسلام سے متصادم سوچ ہے۔

۲۰۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ،

کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بھی قصاص ہوگا جبکہ پاکستان کے قانون میں ان جرائم کے ہونے کی صورتوں میں غیر شرعی سزائیں دی جاتی ہیں۔اگر کہیں شرعی سزائیں ہیں تو ان کے لئے ایسے قیود و حدود لگائی دی گئی ہیں کہ وہ عملاً ممکن ہی نہ ہوں اور نظام انگریزوں کا ہی چلے۔

۲۱۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ اگر کوئی بھیانک جرم کرتا ہے تو اس کو ایسی سخت تعذیری سزا دی جائے کہ آئندہ کے لئے کسی کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ ایسا کام کرے۔ پاکستان میں سالانہ سینکڑوں بچیوں کے چہروں پر تیزاب ڈال کر ان کی زندگی کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔وہ زندہ رہ کر مردوں کی سی زندگی بسر کرتی ہیں۔شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ ایسی صورتوں میں ایسے ظالموں کو تعذیراً ان کے چہروں پر تیزاب ڈال کر مسخ کر دو تا کہ آئندہ کسی کو ایسی جرأت نہ ہو۔ جبکہ ملک کا قانون اور آئین ایسے ظالموں اور جابروں سے نمٹنے میں قاصر نظر آتا ہے۔

۲۲۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ ''من تشبہ بقوم فھو منھم''جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔پاکستان میں چونکہ انگریزوں کا قانون چل رہا ہے اس لئے عدالتوں کا چکر لگائیں تو وہاں ساری کی ساری باتیں انگریزوں والی نظر آئیں گی۔لب ولہجہ وہی، وضع قطع وہی، لباس وہی، زبان وہی، اصطلاحیں انگریزوں کی۔شہادتیں انگریزی زبان میں، فیصلے انگریزی زبان میں، جہاں اسلامی دور کے قاضیوں کی کوئی صفات نظر نہیں آتیں اور یہ سارے جرائم آئین کرتا ہے۔ایسا مجرم آئین اسلامی نہیں ہوسکتا۔

۲۳۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ چوری کرنے والے پر جب چوری ثابت ہو جائے تو

اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے جبکہ ملک کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس کو پانچ سال کی سزا دی جائے گی۔ اگر صرف یہ بات عمل کی حد تک ہوتی تو ایک گناہ تھا لیکن جب اسلام سے متصادم قانون کو آئین نے قانون کا درجہ دیا تو یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے۔ یہ کہنا کہ قانون میں یہ حد موجود ہے یہ صرف دھوکہ اور فریب ہے۔

۲۴۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ ڈاکو کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا ہے جبکہ پاکستان کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس کو چند سال کی سزا دی جائے گی اگر اس پر صرف عمل ہو تو یہ گناہ ہے لیکن اسلام کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو قانون کا درجہ دینا یہ کفر ہے اور اس کفر کو آئین روا رکھتا ہے۔ یہ کہنا کہ یہ حد قانون میں موجود ہے صرف دھوکہ اور فریب ہے۔

۲۵۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ شراب بیچنے والے کو 80 کوڑے لگائے جائیں لیکن پاکستان کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس کو چند سال قید کی سزا دی جائے گی۔ اگر اس پر صرف عمل ہو تو یہ گناہ ہے لیکن اسلام سے متصادم حکم کو قانون کا درجہ دینا یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے اور جو آئین کفر کرتا ہے وہ اسلامی نہیں ہوسکتا۔

۲۶۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ جو انسان شادی شدہ ہو کر زنا کرے اس کو سنگسار کیا جائے اور جو غیر شادی شدہ زنا کرے اس کو 100 کوڑے لگائے جائیں جبکہ پاکستان کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ جب زنا شادی شدہ سے ثابت ہو جائے تو اس کو کچھ سال قید کی سزا دی جائے گی اور جب غیر شادی شدہ سے ہو تو اس کو بھی کچھ سال قید کی سزا دی جائے گی۔ اسلام سے متصادم حکم پر اگر صرف عمل ہوتا تو یہ گناہ ہے لیکن جب اس کو قانون کا درجہ دیا گیا تو یہ کفر ہے اور اس کو قانون کا درجہ

آ ئین دیتا ہےتو آ ئین کیسے اسلامی ہوسکتا ہے۔

۲۷۔ شریعت مطہرہ قاضی کے لئے ان صفات کو لازمی قرار دیتی ہے۔

ا۔وہ قران وسنہ کا علم رکھتا ہو۔۲۔صحابہ کرام سے جو کچھ شریعت کے بارے میں مروی ہے اس کا علم رکھتا ہو۔۳۔صرف ونحو کو جانتا ہو۔۴۔عربی ادب کو جانتا ہو۔۵۔اصول فقہ کو جانتا ہو۔۶۔نیک صالح ،متقی ہو۔۷۔قوانین اسلامی کا علم رکھتا ہو۔۸۔بہادر ہو ۔۹۔لوگوں کے ہدیے قبول نہ کرتا ہو۔۱۰۔امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کرنے والا ہو۔۱۱۔خصوصی دعوتوں سے بچتا ہو۔جبکہ پاکستان کا آ ئین اور قانون ان صفات کو ججوں کے لئے لازمی کرنے سے خاموش ہے اوران کے نہ ہونے پر کوئی بعض پرس نہیں کرتا جو کہ ایک مجرمانہ غفلت ہے۔یہ مجرمانہ غفلت آ ئین کررہا ہے۔

۲۸۔ قرآن وسنت کے علوم دوسو سے زائد اچھی صفات کی طرف متوجہ کرتے ہیں اس کے فضائل بتاتے ہیں تاکہ حکمران،افسران، رعایا،امیر اورغریب سارے کے سارے ان اچھی صفات کو اپنائیں اس سے ایک بہترین معاشرہ پیدا ہوتا ہے جو ایثار قربانی پر مشتمل ہوتا ہےاور جس میں جرائم کم سے کم ہوتے ہیں لیکن پاکستان کا آ ئین اور قانون ان اچھی صفات سے خالی ہے۔کوئی اچھی صفات اپنائے تو ٹھیک نہ اپنائے تو ٹھیک۔ترقی اور تنزلی کا اس پر کوئی معیار نہیں ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اپنے افسران کی نمازوں کو بھی دیکھا کرتے تھے کہ وہ نماز خشوع وخضوع سے پڑھتے ہیں کہ نہیں۔ ہمارا آ ئین، قانون کوئی نماز پڑھے یا نہ پڑھے، زکوۃ دے یا نہ دے روزہ رکھے یا نہ رکھے اوراس کے اندر صفات حمیدہ ہوں یا نہ ہوں آ ئین اور قانون کو اس سے غرض نہیں ہے، اس لئے کہ آ ئین اور قانون کا سارا ڈھانچہ سارے کا سارا

انگریزوں سے لیا گیا ہے اور انگریزوں کے ہاں اچھی صفات کا کوئی واضح تصور نہیں ہے۔ آئین یہ کہتا ہے آزادی ہوگی تو اس سے مراد اسلامی آزادی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بے حیائی، فحاشی، عریانی کی آزادی ہے۔ جو چاہے اسلام کے خلاف بولے، صحابہ کرام کے خلاف بولے، مقدس ہستیوں کے خلاف بولے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس ملک میں آزادی ہے جو چاہو کہو۔ آئین کہتا ہے مساوات ہونی چاہیں لیکن اس کی مراد مساوات سے عورت و مرد کی مساوات ہیں کہ عورتوں کو گھروں سے نکال کر وزیراعظم، وزیر، پارلیمنٹ کا ممبر، جج، مجسٹریٹ ہر میدان میں عورتوں کو مساوی حقوق دینا چاہتے ہیں جو کہ شریعت سے متصادم ہیں۔ ہم بہت سارے لوگ آئین میں مساوات اور آزادی جیسے لفظ دیکھ کر کہتے ہیں کہ شاید یہاں ہمیں اسلام مل رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ چند وہ اچھی صفات جو اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ معاشرے کے ہر فرد میں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

(ماخوذ از کتاب پاکستان کا آئین، قانون اور نظام غیر اسلامی ہے
مولانا عبدالعزیز غازی حفظہ اللہ، خطیب لال مسجد اسلام آباد)

......☆☆☆......